فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: روایت: اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ کا کیا حکم ہے؟

جواب: روایت: اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ ائمہ علل حدیث کی تحقیق میں ضعیف ہے۔ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ وغیرہ نے جب اس روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ بول پڑے:

هٰذَا كَلَامُ مَنْ لَا شَمَّ الْعِلَلِ .

''یہ اس انسان کا کلام ہے، جس نے علل حدیث کو سونگھا بھی نہیں۔''

(تنقيح التّحقيق: 51/1)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهٗ بِذَاكَ الْقَائِمِ .

''اس حدیث کی (کوئی) سند قابل احتجاج نہیں۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث: 37)

امام احمد بن حنبل اور امام دار قطنی رحمہما اللہ کے نزدیک بھی یہ روایت ضعیف ہے۔

نوٹ:

یہ روایت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوف ثابت ہے۔

(سنن الدّارقطني: 324، وسندهٗ حسنٌ)

تنبیہ:

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کے نزدیک جب ایک روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہو، تو مرفوع کو ترجیح حاصل ہوگی۔ جبکہ یہ اُصول ائمہ علل حدیث کا نہیں۔

❀ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الطَّرِيقَةُ الَّتِي سَلَكَهَا الْمُؤَلِّفُ وَمَنْ تَابَعَهٗ ...... طَرِيقَةٌ ضَعِيفَةٌ، لَمْ يَسْلُكْهَا أَحَدٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ وَأَئِمَّةِ الْعِلَلِ فِي الْحَدِيثِ .

''جو طریقہ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ وغیرہ نے اپنایا ہے (کہ مرفوع کو ترجیح ہو گی) یہ ضعیف ہے، محققین اور ائمہ علل حدیث میں سے کسی نے یہ اختیار نہیں کیا۔''

(تنقيح التّحقيق :207/1)

(سوال): کیا قول صحابی حجت ہے؟

(جواب): قول صحابی حجت ہے، جب نص کے معارض نہ ہو۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْحَدِيثَ الْمَرْفُوعَ إِذَا صَحَّ لَا يَجُوزُ مُعَارَضَتُهٗ بِقَوْلِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ، وَقَوْلُ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَ فَقْدِ النَّصِّ، وَأَمَّا إِذَا وُجِدَ نَصٌّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَابِتٌ صَحِيحٌ فَلَا يَجُوزُ الْعَدُولُ عَنْهُ .

''جب مرفوع صحیح حدیث آجائے، تو کسی (اُمتی) کے قول سے اس کا معارضہ جائز نہیں، خواہ وہ (اُمتی) کوئی بھی ہو۔ صحابی کا قول حجت ہے، مگر جب نص

موجود نہ ہو، البتہ جب رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نص موجود ہو، تو اسے چھوڑنا جائز نہیں۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 898/5)

سوال: کیا بلبل حلال ہے؟

جواب: بلبل چڑیا کی ایک قسم ہے، لہٰذا حلال ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ بڑے اچھے اخلاق والے تھے، میرا ایک بھائی تھا، جسے ابوعمیر کہا جاتا تھا، راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے، انہوں نے عمیر کی بجائے فطیم کہا، نبی کریم ﷺ جب اس کے پاس آتے، تو فرماتے:

يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ .

''ابوعمیر! آپ کے بلبل کو کیا ہوا؟''

اس کے پاس بلبل تھا، جس سے وہ پیار کے ساتھ رہتا تھا۔

(صحيح البخاري : 6203؛ صحيح مسلم : 2150)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ تشہد میں أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ پڑھتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ تشہد میں وہی پڑھتے تھے، جو امت کو تعلیم دیا۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لِذٰلِكَ بَلْ أَلْفَاظُ التَّشَهُّدِ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَقُولُ : أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا (رَّسُولُ اللّٰهِ أَوْ) عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ .

''یہ بے اصل ہے، بلکہ نبی کریم ﷺ سے تشہد کے متعلق متواتر ثابت ہے کہ

آپ ﷺ تشہد میں یہ پڑھتے تھے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا (رَّسُولُ اللّٰهِ أَوْ) عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔''

(التّلخيص الحبير :523/1)

(سوال): حافظ بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): حافظ بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' عدیم النظیر ہے۔ حافظ رحمہ اللہ اس میں اسانید ذکر کر کے عہدہ برآ ہو گئے۔ محدثین کا یہی طریقہ ہے اور یہی ذمہ داری ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

عَلَيْكَ يَا أَخِي بِكِتَابِ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ لِلْبَيْهَقِيِّ، فَإِنَّهٗ شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّنُورٌ.

''اے میرے بھائی! امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب دلائل النبوۃ کو لازم پکڑیے، کیونکہ اس میں دلوں کے لیے شفا، ہدایت اور نور ہے۔''

(سِيَرُ أعلام النُّبلاء : 216/20)

(سوال): صوفیوں کے احوال و مکاشفات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): صوفی گمراہ ہیں، ان کے ہاتھوں جو بھی خرق عادت اُمور ظاہر ہوتے ہیں، وہ استدراجات ہیں، انہیں شیطان کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ ان کے احوال و مکاشفات کا کوئی اعتبار نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَغْتَرَّ الْمُسْلِمُ بِكَشْفٍ وَّلَا بِحَالٍ، فَقَدْ تَوَاتَرَ الْكَشْفُ وَالْبُرْهَانُ لِلْكُهَّانِ وَلِلرُّهْبَانِ، وَذٰلِكَ مِنْ إِلْهَامِ الشَّيْطَانِ، أَمَّا

حَالُ أَوْلِيَاءِ اللّٰهِ وَكَرَامَاتُهُمْ فَحَقٌّ .

''کوئی مسلمان (گمراہوں کے) کشف وحال سے دھوکہ مت کھائے، کیونکہ کاہنوں اور راہبوں کے احوال ومکاشفات بھی متواتر منقول ہیں، یہ شیطان کا الہام ہے۔البتہ اولیاء اللہ کے مکاشفات وکرامات حق ہیں۔''

(تاریخ الإسلام : 591/13)

سوال: کیا جنات کا وجود ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت بالاتفاق جنات کے وجود کے قائل ہیں۔ جنات غیبی مخلوق ہے، اکثر اوقات نظر نہیں آتے، بعض اوقات نظر آجاتے ہیں۔ یہ کھاتے پیتے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے، یہ شرع کے مکلّف ہیں، ان میں بھی مؤمن اور کافر ہوتے ہیں۔انہیں موت بھی آتی ہے، البتہ ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں، جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے۔ جنات مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔بعض انسانوں سے ان کا کلام کرنا بھی ثابت ہے۔ جنات کو نیکیوں پر اجر ملے گا اور گناہوں پر عذاب ہوگا، بالفاظ دیگر انسانوں کی طرح جنات بھی جنت اور جہنم میں جائیں گے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ كَمَا اتَّفَقُوا عَلٰى وُجُودِ الْجِنِّ .

''جس طرح ائمہ مسلمین کا جنات کے وجود پر اتفاق ہے، اسی طرح اس پر بھی اتفاق ہے کہ جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے۔''

(الرّدّ على المنطقيين، ص 470)

❁ نیز فرماتے ہیں:

وُجُودُ الْجِنِّ ثَابِتٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَسُنَّةِ رَسُولِهٖ، وَاتِّفَاقِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَأَئِمَّتِهَا، وَكَذٰلِكَ دُخُولُ الْجِنِّيِّ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ ثَابِتٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''جنوں کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے، اس پر اسلاف امت اور ائمہ اہل سنت کا اجماع ہے۔ اسی طرح ائمہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جن انسانی بدن میں داخل ہوسکتا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 12/3 ، مجموع الفتاوی : 277/24)

❁ **علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ سے نقل** کرتے ہیں:

لَمْ يُخَالِفْ أَحَدٌ مِنْ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ فِي وُجُودِ الْجِنِّ، وَجُمْهُورُ طَوَائِفِ الْكُفَّارِ عَلٰى إِثْبَاتِ الْجِنِّ وَإِنْ وُجِدَ فِيهِمْ مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ فَكَمَا يُوجَدُ فِي بَعْضِ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ كَالْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ، مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ جُمْهُورُ الطَّائِفَةِ وَأَئِمَّتِهَا مُقِرِّينَ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا لِأَنَّ وُجُودَ الْجِنِّ قَدْ تَوَاتَرَتْ بِهٖ أَخْبَارُ الْأَنْبِيَاءِ، عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، تَوَاتُرًا مَعْلُومًا بِالْاِضْطِرَارِ، وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي كِتَابِهِ الشَّامِلِ : اِعْلَمُوا، رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْفَلَاسِفَةِ وَجَمَاهِيرَ الْقَدَرِيَّةِ وَكَافَّةَ الزَّنَادِقَةِ أَنْكَرُوا الشَّيَاطِينَ وَالْجِنَّ رَأْسًا .

''(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۱۰/۱۹ میں ہے کہ) مسلمانوں کے کسی گروہ نے جنات کے وجود میں اختلاف نہیں کیا، اسی طرح کفار کے اکثر گروہ جنات کا وجود مانتے ہیں، اگر ان میں کوئی فرقہ جنات کے وجود کا منکر ہے، تو مسلمانوں میں سے بھی بعض گروہ مثلاً جہمیہ اور معتزلہ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، البتہ اکثر گروہ اور ان کے ائمہ جنات کے وجود کے اقراری ہیں، اس لیے کہ جنات کے وجود پر انبیائے کرام علیہم السلام کی حکایات اتنی متواتر ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الشامل'' میں فرمایا: ''اللہ آپ پر رحم کرے! جان لیجئے کہ بہت سے فلاسفہ، اکثر قدریہ اور تمام زنادقہ نے شیاطین اور جنات کے وجود کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔''

(عمدة القاري : 182/15)

تفصیل کے لیے علامہ محمد بن عبد اللہ شبلی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۹ھ) کی کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: تالاب میں مچھلی کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: تالاب میں مچھلی کی خرید وفروخت جائز نہیں، اس میں دھوکہ پایا جاتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بیع غرر) دھوکے کی بیع اور (بیع حصاۃ) کنکری والی بیع سے منع کیا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1513)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُجْمَعٌ عَلٰى ذٰلِكَ .

''اس پر اجماع ہے کہ پانی میں مچھلی کی خرید وفروخت دھوکہ ہے۔''

(نيل الأوطار : 175/5)

سوال: کیا ایمان بڑھتا گھٹتا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اس پر قرآن وحدیث کے واضح دلائل موجود ہیں۔

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا الْمُحَدِّثُونَ فَكُلُّهُمْ إِلٰى أَنَّ الْإِيمَانَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ .

''تمام محدثین کا مذہب ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔''

(فيض الباري :60/1)

سوال: کیا احناف کے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان اور عام مؤمن کا ایمان برابر ہے؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نزدیک ایمان ابی بکر اور ایمان ابلیس ایک ہے۔

❁ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَإِيمَانُ إِبْلِيسَ وَاحِدٌ، قَالَ إِبْلِيسُ : يَا رَبِّ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : يَا رَبِّ .

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان اور ابلیس کا ایمان ایک ہے۔ ابلیس نے کہا تھا: ''اے میرے رب'' اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کہا: ''اے میرے رب۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 502/15، وسندہٗ حسنٌ)

❀ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

ظَاهِرٌ أَنَّهٗ لَا تَفَاوُتَ فِيهِ بَيْنَ إِيمَانِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَبَيْنَ إِيمَانِ أَدْنٰى مُؤْمِنٍ مِنْ أُمَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ إِيمَانَ أَدْنٰى مُؤْمِنٍ يَشْتَمِلُ عَلٰى جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ الَّتِي يَشْتَمِلُ عَلَيْهَا إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، فَكَمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ الْتَزَمَ الْإِتْيَانَ بِجَمِيعِ الشَّرِيعَةِ، كَذٰلِكَ أَدْنٰى مُؤْمِنٍ مِّنَ الْأُمَّةِ أَيْضًا الْتَزَمَ بِجَمِيعِهَا، فَلَا فَرْقَ فِي هٰذَا الْمَعْنٰى، إِنَّمَا الْفَرْقُ فِي الْخَشِيَّةِ وَالتُّقٰى وَمُخَالَفَةِ الْهَوٰى، فَلَوْ وُزِنَتْ إِيمَانُهٗ بِهٰذَا الْمَعْنٰى لَتَرَجَّحَ إِيمَانُهٗ، عَلٰى جَمِيعِ أُمَّتِهٖ.

”یہ بات واضح ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان اور اُمت محمدیہ کے ایک ادنیٰ مؤمن کے ایمان میں کوئی تفاوت نہیں، کیونکہ ادنیٰ مؤمن کا ایمان بھی ان تمام چیزوں پر مشتمل ہے، جن پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان مشتمل ہے، جیسے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تمام شرعی اُمور کو اپنایا، اسی طرح اُمت کے ادنیٰ مؤمن نے بھی تمام شرعی اُمور کو اپنایا، اس لحاظ سے دونوں کی ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ خشیت الٰہی، تقویٰ اور ترک خواہشات میں فرق ہے، اس اعتبار سے اگر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا وزن کیا جائے، تو ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ ساری امت کے ایمان سے بھاری ہے۔“

(فيض الباري :1/64-65)

اہل سنت کے ہاں اعمال ایمان میں داخل ہیں، نیز اہل سنت کے نزدیک معرفت الٰہی دل کا عمل ہے، اس میں بھی کمی زیادتی ہے، کسی میں معرفت زیادہ اور کسی میں کم۔ خشیت الٰہی اور تقویٰ بھی اعمال ہیں، جو ایمان کا جزو ہیں، ان کی وجہ سے ایمان میں کمی وبیشی ہوتی ہے۔ یہ محدثین کا مذہب ہے، حق مذہب محدثین میں منحصر ہے اور مسلک محدثین اسلم، اعلم اور احکم ہے، جو مسلک محدثین سے منحرف ہوگیا، وہ گمراہ ہوگیا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عام مؤمن کے ایمان میں تفاوت ہے، جب عام مؤمنوں کے ایمان میں تفاوت ہے، تو صحابہ اور عام مؤمنوں کے ایمان میں بالاولیٰ تفاوت ہے۔ جو فرق کاشمیری صاحب نے بیان کیا ہے، ائمہ اہل سنت نے یہ فرق نہیں کیا۔

سوال: محرم کی کیا تعریف ہے؟

جواب: علامہ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ضَبَطَ الْعُلَمَاءُ الْمَحْرَمَ بِأَنَّهٗ كُلُّ مَنْ حَرُمَ عَلَيْهِ نِكَاحُهَا عَلَى التَّأْبِيدِ بِسَبَبٍ مُبَاحٍ يُحَرِّمُهَا .

''اہل علم نے ''محرم'' کی تعریف یہ کی ہے کہ ہر وہ رشتہ جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو اور یہ حرمت کسی مباح سبب کی بنا پر ہو۔''

(سُبُل السّلام : 2/305)

سوال: عورت سے بیعت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: عورت سے زبانی کلامی بیعت ہے، اس کا ہاتھ چھونا جائز نہیں۔

سوال: باغ خریدنے کے بعد آفت سے تباہ ہوگیا، تو نقصان کس کا ہوگا؟

(جواب): اگر خریدار نے رقم کی ادائیگی کر دی اور باغ اپنے قبضہ میں کر لیا، تو آفت آنے کی صورت میں نقصان کا ذمہ دار بھی خریدار ہوگا، البتہ اگر سودا ہو گیا، مگر قبضہ نہیں ہوا، بلکہ بیچنے والے کے تصرف میں ہے، تو آفت آنے کی صورت میں نقصان کا ذمہ دار باغ کا مالک ہوگا، وہ تلف شدہ باغ کی رقم کا مطالبہ خریدار سے نہیں کر سکتا، کیونکہ ابھی باغ خریدار کے قبضہ میں آیا ہی نہیں۔

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ ثَمَرًا، فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ؟

''اگر آپ نے اپنے بھائی سے باغ کا سودا کیا اور اسے آفت آ پڑی، تو آپ کے لیے جائز نہیں کہ اس سے کچھ رقم وصول کریں، کیا آپ اپنے بھائی سے بغیر حق کے مال لینے چاہتے ہیں؟''

(صحیح مسلم : 1554)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفت زدہ باغ کی قیمت معاف کرنے کا حکم دیا۔''

(صحیح مسلم : 1554)

(سوال): عورت کا گھر سے باہر نکلنا کیسا ہے؟

(جواب): عورت کا معنی پردہ ہے، اس کی عزت و شرف یہی ہے کہ یہ گھر میں رہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾(الأحزاب : ٣٣)

''اپنے گھروں میں قرار پکڑو۔''

عورت کے لیے اس کی چادر چاردیواری باعث امن ہے، عورت کا باہر نکلنا خود اس کے لیے بھی باعث فتنہ ہے اور دوسرے کے لیے بھی۔ شیطان اس کے ذریعہ انسانوں میں وساوس پیدا کرتا ہے، بہت سے برائیاں جنم لیتی ہیں، جبکہ عورت رب تعالیٰ کے قریب تر اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا، إِذَا كَانَتْ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا، فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ.

''عورت پردہ ہے، یہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے اندر ہو، جب یہ باہر نکلتی ہے، تو شیطان اس پر جھانکتا ہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 7616، وسندهٗ صحيحٌ)

البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو، تو عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے، مگر اس صورت میں انتہائی ضروری ہے کہ وہ اپنے مکمل بدن کو ڈھانپے، وضع قطع اور چال ڈھال میں شوخ پن ظاہر نہ کرے، عورت کے باہر نکلنے سے شیطان لوگوں کے دلوں میں غلط خیالات اور وساوس پیدا کرتا ہے، اس لیے معاشرے کی بہتری اور نسل کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ خواتین انتہائی ناگزیر صورت حال کے علاوہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔

❀ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ،

فَإِذَا أَبْصَرَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً فَلْيَأْتِ أَهْلَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ .

''بلاشبہ عورت سامنے سے آئے یا جائے، وہ شیطان کی صورت میں آتی جاتی ہے (یعنی شیطان اس عورت کے ذریعے لوگوں کے لیے فتنہ پیدا کرتا ہے۔) لہٰذا جب آپ میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے (اور اس کے دل میں خواہش پیدا ہو) تو وہ اپنی بیوی سے وظیفہ زوجیت ادا کرے، اس طرح اس کے دل میں پیدا ہونے والا وسوسہ ختم ہو جائے گا۔''

(صحیح مسلم : 1403)

سوال: تابعی کسے کہتے ہیں اور اس کی فضیلت کیا ہے؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھا ہو اور ایمان پر ہی وفات پائی ہو، اسے تابعی کہتے ہیں۔

❀ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي، وَاللّٰهِ لَا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي .

''آپ خیر پر رہیں گے، جب تک میرا کوئی صحابی حیات رہے گا۔ اللہ کی قسم! جب تک آپ میں تابعی زندہ رہے گا، خیر پر ہی رہیں گے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : 32417، السُّنّة لابن أبي عاصم : 630/2، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں؟

جواب: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تابعی ہونا ثابت نہیں۔

❀ امام حمزہ سہمی رحمہ اللہ (۴۲۷ھ) فرماتے ہیں:

سُئِلَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سَمَاعِ أَبِي حَنِيفَةَ يَصِحُّ؟ قَالَ : لَا وَلَا رُؤْيَةً وَلَمْ يَلْحَقْ أَبُو حَنِيفَةَ أَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''میں سن رہا تھا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا (صحابہ سے) سماع ثابت ہے؟ فرمایا: نہیں، (کسی صحابی کو) دیکھنا بھی ثابت نہیں۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی۔''

(سؤالات السّهمي للدّارقطني، ص 263، الرقم : 383، تاريخ بغداد للخطيب : 340/5، العِلَل المُتناهية لابن الجوزي :65/1)

متقدمین ائمہ حدیث کا اس قول پر اجماع ہے، کوئی بھی اس کے خلاف نہیں کہتا۔

❀ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَثْبُتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِّنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔''

(تاريخ بغداد : 338/5، 161/10)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

''کسی جھوٹے نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے ساتھ سفر کیا اور سات متاخر صحابہ سے بالمشافہ ملاقات کی۔ جبکہ درست بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صرف سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، جب وہ ان کے ہاں کوفہ تشریف لائے۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 387/3)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا

ہے،مطلب کہ امام صاحب رویۃً تابعی ہیں۔جس بنا پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے یہ بات کی ہے، وہ بنا ہی باطل ہے، ملاحظہ فرمائیں؛

❁ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے **منسوب** ہے :

رَأَيْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔''

(الأسامي والكُنٰى لأبي أحمد الحاكم الكبير : 64/3، مَناقب الإمام أبي حنيفة، ص 14، تاريخ الإسلام : 990/3، تذكِرَة الحُفّاظ :168/1)

تبصرہ:

یہ باطل قول ہے۔سیف بن جابر کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❁ امام ابونعیم فضل بن دُکین رحمہ اللہ (۲۱۸ھ) سے **منسوب** ہے:

رَأَى أَنَسَ بنَ مَالِكٍ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔''

(أخبار أبي حنيفة وأصحابِهٖ، ص 18)

تبصرہ:

یہ جھوٹا قول ہے۔

① احمد بن محمد بن صلت ابوالعباس حمانی ''کذاب، وضاع'' ہے۔

(ميزان الاعتدال للذّهبي :140/1)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ . ''یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔''

(الضّعفاء والمتروكون : 59)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 572/4)

۞ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

رَأَى أَنَسَ بنَ مَالِكٍ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔''

(تاريخ بغداد : 444/15)

۞ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِعَيْنِهِ .

''یقیناً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا ہے۔''

(العِلَل المتناهية :128/1)

یہ بے بنیاد قول ہے۔ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کا رد کر دیا ہے۔ اب اگر کسی کے پاس کوئی صحیح دلیل ہے، تو وہ پیش کرے!

۞ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) نقل کرتے ہیں:

جَمَاعَةٌ مِّنَ الْمُحَدِّثِينَ أَنْكَرُوا مُلَاقَاتَهُ مَعَ الصَّحَابَةِ .

''محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے ملاقات کا انکار کیا ہے۔''

(شرح مُسند أبي حنيفة :581/1)

جتنی بھی مرفوع روایات ہیں، جن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع

ذکر کیا ہے، وہ جھوٹی ہیں۔ یہ احمد بن محمد بن صلت حمانی (کذاب) وغیرہ کی وضع کردہ ہیں۔

تنبیہ:

محمد بن اسحاق، ابن الندیم (۴۳۸ھ) نے لکھا ہے:

كَانَ مِنَ التَّابِعِينَ لَقِيَ عِدَّةً مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعین میں سے تھے، آپ نے کئی صحابہ سے ملاقات کی۔''

(الفِهرِست :298/1)

تبصرہ:

ابن الندیم غیر ثقہ، رافضی اور معتزلی ہے، لہٰذا اس کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ غیر معتبر شخص ہے، اس کی مذکورہ تصنیف پکار پکار کر کہتی ہے کہ یہ کسی معتزلی اور گمراہ کی تصنیف ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے!...... جب میں نے اس کی کتاب کا مطالعہ کیا، تو مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ یہ رافضی معتزلی ہے، یہ اہل سنت کو ''حشویہ''، اشاعرہ کو ''مجبرہ'' اور ہر اس شخص کو، جو شیعہ نہ ہو، ''عامی'' کہتا ہے۔ اس نے امام شافعی رحمہ اللہ کے حالات زندگی میں ایسی بات ذکر کی، جو واضح جھوٹ ہے۔''

(لِسان المیزان : 72/5)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تقریب التہذیب (۷۱۵۳) میں طبقہ سادسہ ذکر کیا ہے۔ اس طبقہ کے راویوں کا کسی صحابی سے سماع ولقا نہیں۔ ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعی نہیں تھے۔

۞ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

''......یا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تابعین میں سے نہیں ہیں، اس کی بنیاد وہ ہے، جو شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے صراحت سے بیان کر دی ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو چھٹے طبقے میں ذکر کیا ہے، اس طبقہ کے رواۃ کو صغار تابعین کی معاصرت حاصل ہوتی ہے، لیکن ان کی کسی صحابہ سے ملاقات ثابت نہیں ہوتی۔ یہ بات انہوں نے تقریب التہذیب (کے مقدمہ) میں ذکر کی ہے۔''

(البحر الرّائق : 92/7)

۞ علامہ ابراہیم بن علی ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ (۴۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَأْخُذْ أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی صحابی سے روایت نہیں لی۔''

(طَبَقات الفقهاء، ص 86)

۞ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِّنْهُمْ وَلَا أَخَذَ عَنْهُ، وَأَصْحَابُهٗ يَقُولُونَ : إِنَّهٗ لَقِيَ جَمَاعَةً مِّنَ الصَّحَابَةِ وَرَوٰى عَنْهُمْ، وَلَا يَثْبُتُ ذٰلِكَ عِنْدَ أَهْلِ النَّقْلِ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ میں سے کسی سے ملاقات نہیں کی، نہ ہی ان میں سے کسی سے روایت لی ہے۔ جبکہ حنفی مقلدین کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور ان سے روایت لی ہے۔ یہ بات محدثین کے نزدیک ثابت نہیں۔''

(جامع الأصول : 952/12)

یہی بات علامہ ابن خلکان (وفیات الاعیان: ۵/۴۰۶)، علامہ ابو الفداء (المختصر فی اخبار البشر: ۲/۵)، علامہ ابن الوردی (تاریخ ابن الوردی: ۱/۱۸۸)، علامہ یافعی (مرآۃ الجنان: ۱/۲۴۳) اور علامہ ابو الیمن العلیمی رحمہم اللہ (التاریخ المعتبر: ۳/۳۰۱) نے کہی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَأْخُذْ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کسی صحابی سے روایت نہیں لی۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 216/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ لَهُ حَرْفٌ عَنْ أَحَدٍ مِّنْهُمْ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کسی صحابی سے ایک حرف بھی نقل کرنا ثابت نہیں۔''

(سِير أعلام النُّبلاء : 391/6)

❁ حافظ ابو الفضل عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ لَمْ تَصِحَّ لَهُ رِوَايَةٌ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کسی صحابی سے روایت ثابت نہیں۔''

(شرح مُسند أبي حنيفة لمُلّا علي القاري :581/1)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُعْتَمَدُ أَنَّهُ لَا رِوَايَةَ لَهُ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ .

''درست بات یہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کسی صحابی سے کوئی روایت نہیں۔''

(فتح المُغيث : 342/3)

حاصل کلام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ رؤیۃً یا روایۃً تابعی نہیں ہیں۔ راوی میں اصل عدالت ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عدالت ثابت نہیں۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۵۴ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے تمام ائمہ (محدثین) کے نزدیک ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حجت پکڑنا جائز نہیں، میرے مطابق اس بارے محدثین کے مابین کوئی اختلاف نہیں۔ تمام علاقوں اور جہتوں کے ائمہ مسلمین اور اہل ورع نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح کی ہے اور ہر ایک نے ان پر قدح (ضعف) کا لفظ بولا ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 64/3)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''تمام محدثین ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مجروح ہونے پر متفق ہیں۔ (ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر) جرح کرنے والے محدثین تین قسم کے ہیں؛ ① محدثین کی ایک جماعت نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عقائد اور اصول کی وجہ سے جرح کی، ② محدثین کی ایک جماعت نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت اور قلت حفظ وضبط میں جرح کی ہے، ③ محدثین کی ایک جماعت نے اس لیے جرح کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ صحیح احادیث کے مخالف رائے قائم کرتے تھے۔''

(المُنتظَم في تاريخ المُلُوك والأمَم : 131/8-132)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَمْ يَبْقَ مُعْتَبَرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ .

''کوئی معتبر امام ایسا نہیں، جس نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جرح نہ کی ہو۔''

(المُنتظَم في تاريخ المُلُوك والأمم : 143/8)